

اٹھ جائے جواں جو تو زمانے سے ہائے صد حیف، افسوس، وادریغا، ہے ہے !!
 تاریخ تری یہ رو۔ کہہ کتا ہے منیر فیاض زماں، امیر زیبا، ہے ہے !!
 بڑا فیاض اور دوست نواز تھا۔ مرزا غالب کے ساتھ ننھیال کے ذریعے سے
 رشتہ داری بھی تھی۔ کلکتہ جاتے ہوئے مرزا اسی رشتہ داری کے باعث باندہ ٹھہرے
 تھے۔ غالباً اس زمانے میں ذوالفقار بہادر نواب تھا۔ اسی کے لیے غالب نے فارسی
 میں کہا ہے :

نواب ذوالفقار بہادر کہ بودہ است

نام تو در مصاف فلک ذوالفقار من

شرح : اے غالب! خدا کرے کہ میں اپنے عزیز نواب علی بہادر کو، جس
 کا خاندان بہت بلند ہے، فخر و امتیاز کے گھوڑے پر سوار دیکھوں۔

۱۔ شرح : محبوب کو یہ

بھی منظور نہیں کہ کوئی شخص
 اس کی محفل میں میرا ذکر برائی
 کے ساتھ کرے۔ یعنی اسے
 اتنی نفرت ہو گئی ہے کہ کسی
 بھی شکل میں میرا نام سننا
 گوارا نہیں کرتا۔ رقیب عادی
 ہے کہ اس سے میرا ذکر برائی
 کے ساتھ کرے۔ اب اس
 پر محبوب بگڑ جائے اور رقیب
 کو بھی قہر و عتاب کا تختہ مشق
 بنائے تو کچھ بعید نہیں۔

ذکر میرا، بہ بدی بھی، اسے منظور نہیں

غیر کی بات بگڑ جائے تو کچھ دور نہیں

وعدہ سیر گلستان ہے، خوشا طالع شوق!

مرثوۃ قتل مقتدر ہے، جو مذکور نہیں

شاہد ہستی مطلق کی کمر ہے، عالم

لوگ کہتے ہیں کہ ”ہے“ پر ہمیں منظور نہیں

قطرہ اپنا بھی حقیقت میں ہے دریا، لیکن

ہم کو تقلید تنگ ظرفی منظور نہیں